إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۸۱ | مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۷ شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کھانسی اور حرارت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت افاقہ ہے حضور دو روز سے صبح کے وقت سیر کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں سے سلسلہ کی بعض ضروری خدمات کی خاطر چند روز کے لئے لاہور جائیں گے۔ ان کی بجائے نظارت امور عامہ کے انچارج جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیں۔

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو موٹر کا حادثہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ۲ جنوری کو جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی موٹر لاہور سے دہلی جاتے ہوئے جالندھر کے قریب ایک دوسری موٹر سے ٹکرا گئی جس سے چودھری صاحب کو چہرہ پر سخت چوٹیں آئیں۔ لیکن خدا کے فضل سے حالت خطرہ سے باہر ہے۔ احباب جناب موصوف کے لئے دردِ دل سے دعائے صحت کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حقیقی بیعت

"اگر دنیا داروں کی طرح رہو گے۔ تو اس سے کچھ فائدہ نہیں، کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ۔ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے۔ تاکہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔ بیعت اگر دل سے نہیں۔ تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اُس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے۔ اور وہ ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک گاؤں میں اگر ایک آدمی نیک ہو۔ تو اللہ تعالےٰ تو اس نیک کی رعایت اور خاطر سے اس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے۔ لیکن جب تباہی آتی ہے۔ تو پھر سب پر پڑتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی نہج سے بچا لیتا ہے۔ سنۃ اللہ یہی ہے۔ کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اُس کے لئے دُوسرے بھی بچائے جاتے ہیں؛" (الحکم ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹ

لنڈن مشن کی اسلامی خدمات

اسلام پر لیکچر

گزشتہ ماہ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۳۱ء کو روٹری کلب Tad din g… کی درخواست اور انتظام پر مکرم جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد لنڈن کا لیکچر "اسلام" پر ہوا۔ جس میں آپ نے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی۔ کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ گزشتہ زمانوں میں اپنے پیارے بندوں سے ہمکلام ہوتا تھا۔ اسی طرح اب بھی اپنے مقرب بندوں کو اپنے کلام سے مشرف فرماتا ہے لیکن دوسرے مذاہب اب الہام الٰہی کے سلسلہ کو مسدود قرار دیتے ہیں۔ ہم خدا تعالےٰ کو ہر لحاظ سے یکتا اور واحد تسلیم کرتے ہیں۔ وہ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ اس کو کسی مددگار کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے مختلف رسول اور نبی مختلف قوموں۔ ملکوں اور زبانوں میں آتے رہے ٭

اعتراضات کے جواب

اسلام کی خصوصیات بیان کرنے کے علاوہ آپ نے ان اعتراضات کے بھی جواب دیئے۔ جو عام طور پر اسلام پر کئے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو بھی بیان کیا۔ کہ اس کی وہ گھناؤنی صورت نہیں ہے۔ جس کا اہل یورپ نام سنتے ہی تصور کر لیتے ہیں۔ بلکہ خاص ضرورتوں کے ماتحت خاص صورتوں کے ساتھ اسلام نے ایک سے زیادہ بیویاں کرنی کی اجازت دی ہے۔ لیکچر کے خاتمہ پر ایک پادری نے شکریہ کا ووٹ پیش کیا۔ کئی لوگوں نے آخر میں لیکچر کی تعریف کی۔ اور بیان کردہ مسائل کی عمدگی کا اقرار۔ اور ہمارے خیالات سننے پر خوشی کا اظہار کیا ٭

نمائندۂ حجاز سے ملاقات

مورخہ ۱۴۔ نومبر ۱۹۳۱ء کو خاکسار نے حجاز کے نمائندہ حافظ وہبہ صاحب سے ملاقات کی۔ ان کو اس بات سے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ یہاں ان کو عربی زبان میں کلام کرنے والا ایک شخص میسر آگیا۔ عربی میں ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ حجاز کی سیاست کے متعلق گفتگو کے دوران میں انہوں نے فرمایا۔ ہم وہاں تعلیم اور دوسرے ذرائع ترقی کے متعلق بہت کوشش کر رہے ہیں۔ اگرچہ پہلے سے بہت کچھ فرق ہے۔ لیکن ہم ابھی تک مطمئن نہیں۔ خاکسار نے اپنی جماعت کی اسلامی خدمات کا تذکرہ کیا۔ اور کہا۔ کہ آپ اور ہم یہاں کسی نہ کسی رنگ میں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے۔ تاکہ اسلام کی اشاعت میں متحدہ کوششیں زیادہ مفید اور کارآمد ہوں۔ جس کو انہوں نے بخوشی منظور کیا ٭

معزز مہمانوں کی آمد

مورخہ ۲۲۔ نومبر ۱۹۳۱ء بروز اتوار سر محمد شفیع صاحب ان کی بیگم صاحبہ اور بیگم شاہ نواز ہماری درخواست پر مسجد میں تشریف لائیں۔ چائے کے بعد جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ سب سے پہلے مکرم جناب خانصاحب نے مہمانوں کا حاضرین سے انٹرڈیوس کرایا۔ اور اس کے بعد نومسلم مردوں۔ عورتوں اور بچوں نے نماز سنائی۔ بعض نے قرآن مجید کے مختلف حصے اور سورتیں زبانی حفظ کئے ہوئے سنائے۔ مسٹر مبارک احمد صاحب فیولنگ نے علاوہ زبانی سورتیں سنانے کے قرآن مجید سے پڑھ کر بھی سنایا۔ تلاوت وغیرہ سنکر معزز مہمان بہت خوش ہوئے۔ لیڈی صاحبہ سر شفیع اور بیگم صاحبہ شاہنواز نے علاوہ تحسین و آفرین کے چھوٹی لڑکی روتھ بنکس کو اس کی تلاوت کے بعد اپنی گود میں لے لیا۔ اور محبت کا اظہار کیا۔ تلاوت کے بعد سر محمد شفیع صاحب نے تقریر کی۔ اور بتایا۔ کہ اسلام کے عقائد نہایت صاف اور سادہ ہیں۔ اور خوشی کی بات ہے۔ کہ اب اس سچے اور کامل مذہب کی شعاعیں اس ملک میں بھی پہونچی ہیں۔ اب وہ زمانہ آرہا ہے۔ کہ مشرق اور مغرب اتفاق و اتحاد سے زندگی گزاریں گے ٭

ان کے بعد بیگم صاحبہ شاہ نواز نے نہایت عمدہ پیرایہ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ اسلام اپنے ماننے والوں پر کوئی زائد بوجھ نہیں ڈالتا۔ بلکہ وہ لوگ جو دوسرے مذاہب کے پیرو ہیں وہ پہلی صداقتوں کو تسلیم کرتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ اور پھر سب بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ اس لئے آپ سب بہنیں اور بھائی جو اس رشتۂ وصل کے ذریعہ ہمارے بھائی بن گئے ہیں۔ ہمیں آپ کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی ہے ٭

جلسہ ختم ہونے کے بعد یہاں کے احباب کا فرداً فرداً بھی تعارف کرایا گیا۔ جن سے وہ دیر تک گفتگو کر کے خوش ہوئے۔ بیگم صاحبہ شاہ نواز نے ہمارے کام کی عمدگی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔ کہ افسوس میں پچھلے سال نہیں آسکی۔ انہوں نے پانچ پونڈ غرباء کے لئے اور لیڈی صاحبہ سر شفیع نے ایک جائے نماز مسجد کے لئے دیا۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے ٭

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک امریکن عورت آئی جس نے اسلام کا خوب مطالعہ کیا ہوا ہے۔ اور مسلمان ہو چکی ہے۔ ہماری مسجد کا پتہ معلوم کر کے وہ یہاں آئی۔ ہمارے عقائد کے متعلق دریافت کرتی رہی۔ خاکسار نے کچھ مختصر بتایا۔ پھر مکرم خاں صاحب دو تین گھنٹے اختلافی مسائل سمجھاتے رہے۔ سنکر بہت خوش ہوئی۔ اور غور کرنے کا وعدہ کیا۔ بلکہ پھر اتوار کو بھی آئی۔ اور حاضری و درس تدریس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی ٭

اتوار کی حاضری

اتوار کو عام طور پر تیس پینتیس کی حاضری ہو جاتی ہے۔ خاص مواقع پر ساٹھ کے قریب بھی پچھلے دنوں ہو جاتی رہی ہے۔ قرآن مجید کا درس سورہ نساء کا ہو رہا ہے۔ اور قرآن مجید کے مکمل اور محفوظ الہامی کتاب ہونے کے متعلق بھی مضمون سنایا جا رہا ہے یہ دونوں درس جناب خانصاحب دیتے ہیں۔ پھر فرداً فرداً سبق بھی دیئے جاتے ہیں۔ چھ کس کو میں قرآن مجید اور نماز کا سبق پڑھاتا ہوں۔ بعض اتوار کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی آتے ہیں۔ ان کو بھی پڑھایا جاتا ہے۔ ملاقات کے ذریعہ بھی تبلیغ کی کوشش کی جاتی ہے۔ تمام احباب اس مشن کی کامیابی کے لئے بھی دعا فرمائیں ٭

خاکسار محمد یار۔ عارف از لنڈن

مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کے متعلق اہم اعلان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ امسال انشاء اللہ مجلس مشاورت ۲۵۔۲۶۔۲۷ مارچ ۱۹۳۲ء کو منعقد ہوگی۔ ۲۵ مارچ بعد نماز جمعہ انشاء اللہ اجلاس مشاورت شروع ہو کر ۲۷ مارچ کی دوپہر تک جاری رہے گا۔ ضروری ہے۔ کہ تاریخ اعلان سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اپنے اجلاس کر کے مجلس مشاورت کے لئے نمائندوں کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہٰذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ ساتھ ہی ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کے متعلق سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے۔ کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل ایسی تصدیق کی اپنے ساتھ لائیں۔ لیکن جماعتوں کے امراء اس قاعدے سے مستثنےٰ ہوں گے۔ وہ اپنی جماعت کے امیر ہونے کی وجہ سے مجلس مشاورت کے نمائندے بغیر کسی انتخاب کے سمجھے جائیں گے۔ پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۱ قادیان دارالامان مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۲ء جلد ۱۹

جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء جلسہ سالانہ پر اپنی پہلی تقریر شروع فرماتے ہوئے اپنی علالت کا ذکر کیا۔ اور اس پر خدا تعالیٰ کا شکر کیا۔ کہ جلسہ سے چند دن قبل آرام شروع ہو گیا تھا۔ اور اس وقت پہلے کی نسبت بہت کچھ افاقہ ہے۔ لیکن کمزوری باقی ہے۔ اس لئے خیال ہے۔ کہ شاید اتنی لمبی تقریر نہ کر سکوں۔ جتنی گزشتہ سالوں میں کرتا رہا ہوں۔ آگے جو خدا تعالیٰ کا منشا ہو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور نے ۳ - بجے سے لے کر ساڑھے ۶ بجے تک کئی ہزار کے مجمع میں نہایت بلند آواز سے خاصی لمبی تقریر فرمائی۔ جس کے اہم مطالب سے احباب کو جلد آگاہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ باختصار درج اخبار کئے جائیں۔ چنانچہ پہلی قسط حسب ذیل ہے:۔

تبلیغی اشتہارات

حضور نے تبلیغی اشتہارات کے متعلق فرمایا:۔

میں نے اس سال کے متعلق ارادہ ظاہر کیا تھا۔ کہ بعض تبلیغی اشتہارات شائع کئے جائیں گے۔ اس ارادہ کے مطابق دو اشتہار شائع بھی کئے۔ لیکن باوجود اس کے کہ میں تیار تھا۔ کہ اور اشتہار شائع کئے جائیں۔ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی طرف سے خواہش نہ کی گئی۔ اور میں نے دریافت اس لئے نہ کیا۔ کہ اخبار میں میں نے نظارت کی طرف سے اعلان دیکھا تھا۔ کہ دوستوں نے ان اشتہارات کی اشاعت کے لئے جیسی کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ ویسی نہیں کی۔ اور بہت سے اشتہارات دفتر میں پڑے ہیں۔ میرا ارادہ ان اشتہاروں کی اشاعت کو وسیع کرنے کا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی اشاعت ایک لاکھ تک ہو جائے۔ اور سال میں ۲۴ - ۲۵ - لاکھ انسانوں تک سلسلہ کی آواز پہونچا سکیں۔ ایک لاکھ اشتہار کی چھپائی پر پانچ چھ سو روپیہ خرچ آسکتا ہے۔ اور شاید سو سوا سو روپیہ باہر بھیجنے پر خرچ آجائے۔ کچھ اور اخراجات بھی شامل کر لئے جائیں تو زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپیہ کا یہ خرچ ہے۔ اور اسے خرچ کر کے کئی لاکھ انسانوں تک سلسلہ کی آواز پہونچانے کے معنی یہ ہیں۔ کہ ایک روپیہ میں تین سو سے اوپر افراد کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ گویا ایک پیسہ میں پانچ آدمیوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ یہ تبلیغ ایسی سستی ہے۔ کہ اس سے زیادہ سستی ممکن نہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جماعت نے کارکنوں کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ میں ساری ذمہ واری جماعت پر ہی نہیں ڈالتا۔ اس میں کارکنوں کی بھی سستی ہے۔ اگر وہ اور اشتہار شائع کرتے۔ تو میرا خیال ہے۔ جماعت کی سستی دور ہو جاتی۔ اب میں امید کرتا ہوں۔ کہ کارکن اشتہاروں کی اشاعت کی کوشش کریں گے۔ اور اگر اتنی تعداد میں ہی اشتہار شائع ہوں۔ جس قدر پہلے شائع ہوئے۔ یعنی ۲۵ ہزار۔ تو بھی دو لاکھ انسانوں کو ہم تبلیغ کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی چھوٹے چھوٹے اشتہاروں پر بہت زور دیا تھا۔ کیونکہ عام لوگ انہیں بآسانی پڑھ لیتے ہیں۔ اور باہر سے جو خطوط آتے رہے۔ ان سے بھی معلوم ہوا۔ کہ اشتہار بہت مفید ثابت ہوئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوست سستی ترک کر کے اشتہاروں کے پھیلانے کی کوشش کریں گے۔ اور اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔

تبلیغ احمدیت

اس سال ایک اور کام بھی کیا گیا ہے۔ اور وہ تبلیغ کا کام ہے میں نے ایک پروگرام بنایا تھا۔ کہ بعض خاص علاقوں میں خاص زور دیا جائے۔ اس سال اسی ضلع گورداسپور میں دریائے بیاس کا کنارہ منتخب کیا گیا تھا۔ جہاں خصوصیت سے تبلیغ کی گئی۔ اور قادیان اور گرد و نواح کے احمدیوں سے جبری یا تحریک کر کے تبلیغ کا کام کرایا گیا۔ اس طرح کئی جگہ نئی جماعتیں بن گئیں۔ اور کئی لوگ اخلاص کے ساتھ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جو دینی علوم سیکھنے کی جد و جہد کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ باہر کی جماعتوں میں انصار اللہ کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ یعنی احباب کو خاص طور پر تبلیغ میں حصہ لینے کی تحریک کی گئی۔ اس میں بھی کامیابی ہوئی۔ جو جماعتیں مدت سے سست ہو چکی تھیں۔ وہ بھی بڑھنے لگیں۔ اور احباب چستی سے کام کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ ادھر تبلیغی اشتہاروں کا سلسلہ جاری رہے اور ادھر تبلیغ خاص اور تبلیغ عام پر زور دیا جائے۔ تو ہر جماعت بڑھ سکتی ہے۔ جب کام شروع کیا جائے۔ تو آہستہ آہستہ طبائع پر اثر ہونے لگتا ہے۔ مگر اس سال کی بیعت گزشتہ سالوں کی نسبت دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ اور جب پہلے ہی سال اتنا میٹھا پھل حاصل ہوا ہے۔ تو آئندہ کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ بہت اچھے پھل حاصل ہونگے۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ احباب انصار اللہ کی تحریک میں شامل ہو کر نظارت دعوت و تبلیغ کے ذریعہ کوشش کریں گے۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام جلد پورا ہو۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا"۔

چندہ خاص

چندہ خاص کے متعلق حضور نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

پچھلے دو تین سال سے مالی حالت ہمارے ملک کی بلکہ ساری دنیا کی خراب ہو رہی ہے۔ چونکہ ان مشکلات کی وجہ سے سالانہ بجٹ پورا نہ ہو سکتا تھا اس لئے میں نے اپنی جماعت کو تحریک کی۔ کہ اگر مالی بوجھ جلد دور نہ کر دیا گیا۔ تو خطرہ ہے۔ کہ کسی وقت بہت مشکل پیش آجائے۔ اس غرض کے لئے چندہ خاص کا مطالبہ کیا گیا۔ اور تین ماہ میں ایک مہینہ کی آمد دینے کی ہدایت کی گئی۔ ایسی تنگی کی حالت میں جبکہ ملازمون کی تخفیف اور ان کی کمی تنخواہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ زمیندار اپنے کھانے کے لئے بھی غلہ گھر نہ لا سکتے تھے۔ اور سرکاری مالیہ میں دے دینے پر مجبور تھے۔ اس تحریک کا کامیاب ہونا بہت مشکل تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کے کام انسانوں کے خیالات کے ماتحت نہیں ہوتے۔ چنانچہ اس تحریک کا نتیجہ ایسا خوشکن نکلا۔ کہ جو لوگ اس کے متعلق مایوسی رکھتے تھے۔ وہ تو الگ رہے۔ جو امید رکھتے تھے۔ ان کی امیدوں سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔ اس وقت تک اس مد میں ایک لاکھ ۳۵ - ہزار روپیہ آچکا ہے۔ اور ابھی کئی دوستوں کے وعدے باقی ہیں۔ کیونکہ بعض معذوریوں کی وجہ سے انہوں نے مقررہ میعاد کے بعد ادا کرنے کی مہلت مانگی ہے۔ اس چندہ کی وجہ سے ۷۰ ہزار روپیہ قرض جو بلوں کے رُو سے تھا۔ (اس کے علاوہ کچھ اور بھی قرض ہے) یہ بل قریباً قریباً ادا ہو گئے ہیں۔ اور شائد ۴ - ۵ ہزار کے بل باقی ہونگے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس مہینہ کے ختم ہونے تک یہ بھی ادا کر دیئے جائیں گے۔ علاوہ اس کے تین چار ماہ کا خرچ بھی ادا کر دیا گیا۔ جلسہ سالانہ کا خرچ بھی اسی چندہ سے نکلا۔ یہ ہماری جماعت کی قربانی موجودہ زمانہ میں ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ کہ اس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر کریں

کم ہے۔ ایسے حالات میں کہ ہماری جماعت کے لوگ مالی تنگی میں مبتلا تھے۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں جو قربانی انہوں نے کی ہے۔ اسکی وجہ سے وُہ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ ان کے لئے خاص طور پر دُعا کی جائے۔

اس کے بعد حضور نے جنوری کے پہلے ہفتہ کی جمعرات کے دن روزہ رکھنے اور دُعا کرنے کا وُہ اعلان فرمایا۔ جو گزشتہ میں درج ہو چکا ہے۔ اور پھر فرمایا:-

ضروری نصیحت

میں آئندہ کے متعلق جماعت کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ مجلس مشاورت کے نمائندے سلسلہ کے کارکن اور نظارتیں کوشش کریں۔ کہ آئندہ ہم پر قرض نہ ہو۔ میں نے اپنی ذات کے متعلق دیکھا ہے۔ چونکہ سلسلہ کے تمام کاموں کی ذمہ واری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے قرضہ کی وجہ سے ہر شخص جو تنگی اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اس کا مجھ پر اتنا بوجھ پڑتا ہے۔ کہ اس وجہ سے میری صحت درست نہیں رہ سکتی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ کارکن بجٹ ایسا بنائیں گے۔ کہ سلسلہ پر قرض کا بار نہ ہو۔ جس حد تک خدا داد اس سے زیادہ قرض لے کر خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔ مجلس شوریٰ کے ممبروں کو میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ بجٹ کے موقعہ پر یہ بات مدنظر رکھیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی میں ایک نصیحت یہ بھی کرنی چاہتا ہوں۔ کہ جو قوم ایک دفعہ پیچھے ہٹتی ہے۔ وُہ پیچھے ہی ہٹتی جاتی ہے پس کوشش یہ کریں۔ کہ جو کام شروع ہیں۔ وُہ بند نہ ہوں۔ بلکہ ان کاموں کو جاری رکھتے ہوئے اخراجات میں بچت نکالی جائے۔ دوسرے تربیت کے پہلو پر زور دینا چاہیئے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ ہمارے مبلغ کثرت سے جماعتوں میں پھریں۔ اور تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔

اس کے بعد فرمایا:-

تحریک مباہلہ

اب میں ایک اہم واقعہ کو لیتا ہوں۔ جو اس سال ہوا۔ پچھلے دنوں ایک صاحب کی طرف سے جنہوں نے اپنے آپ کو اہلحدیثوں کا امیر لکھا۔ مباہلہ کی تحریک ہوئی۔ جو ہمارے لئے بہت خوشی کی بات تھی۔ اس پر میں نے لکھا۔ کہ ہماری جماعت کی طرف سے ایک ہزار آدمی مباہلہ میں شریک ہوں۔ اور ایک ہزار اہلحدیثوں کی طرف سے۔ باوجود ان کے یہ اعلان کرنے کے کہ وُہ بہت زیادہ لوگ اپنی طرف سے پیش کر سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ بات منظور نہ کی۔ مگر جب ہم نے اپنی جماعت کے لوگوں کے نام طلب کئے۔ اور کہا۔ کہ استخارہ کر کے اپنے آپ کو پیش کریں۔ تو اس کا ایسا اثر پیدا ہوا۔ جو بتاتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگوں میں ایمان کس مضبوطی سے قائم ہے۔ تاروں کے ذریعہ شمولیت کی کئی درخواستیں آئیں۔ اور ان میں لجاجت سے کہا گیا۔ کہ انہیں شمولیت کا ضرور موقعہ دیا جائے۔ اس کثرت سے درخواستیں آئیں۔ کہ لوگ ٹوٹے پڑتے تھے۔ بعض نے لکھا۔ کہ شامل ہونے والوں کے لئے کڑی شرطیں لگائی جائیں۔ مثلاً یہ کہ وُہ دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔ یا اپنی جائدادیں وقف کر دیں۔ اس طرح مقابلہ کرایا جائے۔ اور پھر جو مقابلہ میں بڑھیں۔ انہیں شامل کیا جائے۔

میں نے بعض الٰہی حکمتوں کے ماتحت آخری اشتہار کا جواب نہیں دیا تھا۔ جواب انشاءاللہ جنوری میں شائع ہو جائے گا۔ جن کے نام شمولیت کے لئے آچکے ہیں۔ اگر فریق مخالف مان لے۔ تو انہیں تیار رہنا چاہیئے۔ تاکہ ہماری طرف سے ایک ہزار آدمی پیش ہو جائیں۔ وُہ ایک ہزار سے خواہ کم لاسکیں لائیں۔ مگر بہرحال جماعت ہونی چاہیئے۔ جس قدر تعداد مانگی گئی تھی چونکہ نام اس سے زیادہ آچکے ہیں۔ اس لئے شرائط لگا کر ہی ان میں سے ایک ہزار کا انتخاب کیا جائے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ سب کو اس موقعہ پر آنے کی اطلاع ندے دی جائے۔

یہ بیان کرنے کے بعد حضور نے سیرت النبیؐ مصنفہ حضرت میاں بشیر احمدؐ صاحب ایم۔ اے کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

سیرت خاتم النبیینؐ حصہ دوم

اس سال ایک کتاب سلسلہ کی طرف سے بیش قیمت شائع ہوئی ہے۔ جس کا نام سیرت خاتم النبیین حصہ دوم ہے۔ جو میاں بشیر احمدؐ صاحب کی تصنیف ہے۔ میں نے اس کا بہت سا حصہ دیکھا ہے۔ اس کے متعلق مشورے بھی دیئے ہیں۔ اور جہاں مجھے شدید اختلاف ہوا ہے۔ وہاں میں نے اصلاح بھی کرائی ہے میں سمجھتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی سیرتیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے یہ بہترین کتاب ہے۔ اردو سیرتوں سے ہی نہیں۔ بلکہ بعض لحاظ سے عربی سیرتوں کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس تصنیف میں ان علوم کا بھی پرتو ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حاصل ہوئے۔ اور چونکہ وُہ پہلے نہیں تھے۔ اس لئے پہلی کتابوں میں خامیاں رہ گئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کا جاننا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس لئے ہر دوست جو خرید سکے۔ اُسے نہ صرف یہ کتاب خریدنی چاہیئے۔ بلکہ پڑھنی چاہیئے۔ اور دوسروں تک پہونچانی چاہیئے۔ اڑھائی روپے اس کی قیمت رکھی گئی ہے۔ چونکہ کسی زمانہ میں میں نے بھی طباعت کا کام کرایا ہے۔ جبکہ اخبار الفضل جاری کیا تھا۔ اس لئے باوجود آج کل کی گرانی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس کتاب کی قیمت دو روپے ہونی چاہیئے۔ معلوم نہیں آٹھ آنے زائد کس طرح لگائے گئے ہیں۔ بہرحال جماعتوں کو یہ کتاب خریدنی چاہیئے۔ چونکہ یہ بھی قاعدہ ہے کہ اکٹھی کتابیں خریدنے پر کمیشن دیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر جماعتوں کے دوست مل کر ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - یا اس سے بھی زیادہ نسخے خریدیں۔ تو کوئی وجہ نہیں قیمت میں رعایت نہ کی جائے۔ اس طرح ممکن ہے۔ اور بھی رعایت ہو جائے۔ لیکن اگر شائع کرنے والے ثابت کر دیں۔ کہ لاگت کے لحاظ سے اڑھائی روپے ہی قیمت ہونی چاہئے۔ تو بھی اکٹھی کتابیں خریدنے پر قیمت میں کمی آجائے گی۔ پس جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اکٹھی کتابیں خریدیں یا ہر شخص جسے توفیق ہو۔ یہ کتاب لے۔ اور اپنے بیوی بچوں کو پڑھائے۔ یا سُنائے۔ تاکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی ان کے سامنے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد پر بکڈپو تالیف واشاعت نے کتاب کی قیمت دو روپے کر دی ہے۔ اور اکٹھی خریدنے پر فی کتاب ایک روپیہ بارہ آنے لئے جاتے ہیں۔ یہ قیمت علاوہ محصولڈاک ہے۔

مردم شماری اور جماعت احمدیہ پنجاب

اس سال مردم شماری کا اہم واقعہ ہوا ہے۔ سب لوگ چونکہ ہمارے مخالف ہیں۔ اس لئے سب نے ہماری تعداد کو کاٹنے اور کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ ہمارے نقطۂ نگاہ سے ہماری تعداد حوصلہ شکن ہے۔ مگر گورنمنٹ کے نقطۂ نگاہ سے بہت عظیم الشان ہے۔ پنجاب میں چونکہ ہماری تعداد ۵۶ ہزار قرار دی گئی ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک مایوس کُن ہے۔ مگر گورنمنٹ کے نزدیک اس طرح عظیم الشان ہے۔ کہ سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں ہماری تعداد ۲۸ ہزار قرار دی گئی تھی۔ اور اب ۵۶ ہزار۔ گویا دس سال کے عرصہ میں ہم نے سو فیصدی ترقی کی ہے۔ اور گورنمنٹ کے نقطۂ نگاہ سے آج سے پانچویں مردم شماری تک پنجاب میں احمدی اور سکھ برابر ہو جائیں گے۔ لیکن ہمارا نقطۂ نگاہ اس سے بہت بلند ہے۔ ہمارے نزدیک چالیس پچاس سال بہت لمبا عرصہ ہے۔ اس عرصہ میں تو ہم ساری دُنیا کو اپنے ساتھ شامل کر لینے کی امید رکھتے ہیں۔

گزشتہ مردم شماری میں ہماری جو تعداد قرار دی گئی ہے۔ وُہ یقینی طور پر غلط ہے۔ مثلاً جالندھر اور ہوشیارپور میں احمدیوں کی تعداد بہت کم دکھائی گئی ہے۔ پھر ایسی بھی مثالیں موجود ہیں۔ کہ کسی جگہ تین چار سو مرد اور صرف چند عورتیں احمدی لکھی ہیں۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ جہاں اتنے مرد احمدی ہوں۔ وہاں ان کے قریب قریب ہی احمدی عورتیں نہ ہوں۔ اسی طرح کئی جگہ ایسا ہوا ہے۔ کہ مرد چند لکھے گئے ہیں۔ اور عورتیں بہت زیادہ لکھی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں غلطی ہوئی ہے۔ اور احمدیوں کے نام کسی اور لسٹ میں شامل ہو گئے۔ بہرحال گورنمنٹ کے نقطۂ نگاہ سے ہماری بہت بڑی ترقی ہوئی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ دوست آئندہ دس سال میں کوشش کر کے اس زور سے تبلیغ کرینگے کہ اگر صحیح طور پر مردم شماری ہو۔ تو تعداد دس لاکھ تک ہو جائے۔ اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں سچائی اور صداقت دی ہے۔ پس تبلیغ کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مومن کا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب

فرمودہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر ایک چیز کے حصول کے لئے بعض اسباب مقرر کئے ہیں۔ مثلاً روزی کمانے کے واسطے کچھ اسباب ہیں اسی طرح دوسرے کاموں کے لئے بھی اسباب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا۔ کہ بنی بنائی خوراک ہمارے لئے بھیج دے یا بغیر کوشش کے ہمارے کام ہوتے جائیں بلکہ اس نے

بعض ذرائع

اور اسباب مقرر کئے ہیں۔ اور ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ان سے کام لیں۔ تا اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں رزق حاصل ہو۔ اسی طرح جب بیماری آتی ہے۔ تو اس وقت شفا حاصل کرنے کے بعض ذرائع ہوتے ہیں۔ اگر ہم شفا حاصل کرنا چاہیں تو ہمارا فرض ہوتا ہے۔ کہ ان ذرائع سے کام لیں۔

دنیا میں جس طرح ہمارا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ روزی کمانے کے لئے وہ ذرائع اختیار کریں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ رہیں۔ اور امید رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے رزق مہیا کرے گا۔ اسی طرح

بیماری دور کرنے کے لئے

بھی ضروری ہوتا ہے۔ کہ ہم ان ذرائع سے کام لیں جو اس کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔

پھر یہی نہیں۔ کہ وہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کا کام ہے۔ کہ وہ دنیاوی ذرائع اختیار کریں۔ بلکہ مومنوں کا بھی جنہیں یقین ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بغیر حساب رزق دے سکتا ہے۔ اور پل بھر میں سخت سے سخت بیماری کو دور فرما سکتا ہے۔ فرض ہے۔ کہ وہ بھی ان ذرائع سے کام لیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اس میں

ایک دنیا دار اور مومن

برابر ہے۔ اور وہ جو خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جو نہیں رکھتا۔ دونوں مادی ذرائع اختیار کرنے میں مساوی ہیں۔ جس طرح دنیا دار شخص کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس کے ذرائع اختیار کرے۔ اسی طرح مومن کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ کسی لمحہ اسباب اور ذرائع کو نظر انداز نہ کرے۔ مگر مومنین کیلئے خدا تعالیٰ نے

ایک اور ہتھیار

بھی مقرر کیا ہے۔ اور علاوہ دنیاوی ذرائع کے اس ذریعہ سے کام لینا بھی فرض قرار دیا ہے۔ اور وہ ہتھیار دعا اور توجہ الی اللہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اس کے بہت سے نمونے ہیں

جنگ بدر

میں جب مسلمانوں اور کفار کی فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ تو اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فوج کے پیچھے ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ آپ نے اس وقت اس عاجزی تضرع اور ابتہال سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ کہ آپ کو دیکھنے والے گھبرا گئے۔ اور لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یا رسول اللہ اب تو حد ہو گئی اور آپ بہت دعائیں کر چکے۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے قراری دیکھ کر ان سے نہ رہا گیا۔ اور انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ اب بس کریں۔ بہت دعا ہو چکی۔ تو

دعا

بھی مومنوں کے لئے کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح جنگ کے موقعہ پر دوسرے ذرائع سے کام لیا۔ اسی طرح آپ نے اس ذریعہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ اس سے مکمل طور پر کام لیا۔

اس میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کو فتح دے گا۔ اور خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ یقینی طور پر خبر دی تھی۔ کہ مسلمانوں کی فتح ہوگی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فرما دیا تھا سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ کفار کے گروہ کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ دکھا کر میدان جنگ سے بھاگ جائیں گے۔ مگر باوجود اسکے کہ

فتح کی پیشگوئی

موجود تھی۔ اور باوجود اس کے کہ الٰہی وعدوں پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا پورا یقین تھا۔ پھر بھی آپ نے نہایت ہی اضطراب اور تڑپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور اس عاجزی سے دعائیں مانگیں۔ کہ آپ کو دیکھنے والے گھبرا گئے۔ اور انہیں کہنا پڑا کہ اب تو دعا حد کمال کو پہنچ گئی۔

غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الٰہی وعدوں کے باوجود اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ اور اس لئے کیں۔ کہ تا لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ دعا بھی

کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ

ہے۔ جس طرح فتح حاصل کرنے کا ایک ظاہری ذریعہ یہ تھا۔ کہ آپ اپنے صحابہؓ سمیت میدان جنگ میں جاتے۔ تیر اور تلواریں چلاتے اسی طرح فتح حاصل کرنے کا ایک یہ بھی ذریعہ تھا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے۔ اور جس طرح مسلمان یہ نہیں کہہ سکتے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ کیا ہے۔ تو سامان حرب کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ جب الٰہی وعدہ موجود ہے تو

دعا کا کیا فائدہ

حقیقت یہ ہے۔ کہ باوجود اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مومن کا کام ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی دونوں ذرائع استعمال کرے۔ اور جس طرح کامیابی کے لئے مادی سامان مہیا کرے۔ اسی طرح روحانی سامانوں میں سے دعا کو اپنا ہتھیار سمجھے۔ دیکھئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود خدا تعالیٰ کے وعدہ کے اللہ تعالیٰ سے فتح کے لئے دعائیں کیں۔ پس خدا کے وعدہ کرنے کے یہ معنی نہیں۔ کہ ہم دعا نہ کریں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود فتح کی پیشگوئیوں کے نہایت عاجزی اور تضرع سے دعائیں مانگیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دعا کامیابی کا ایک نہایت ہی اعلیٰ ذریعہ ہے۔ جب

خدا کا عظیم الشان نبی

بھی جنگی کامیابی کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا۔ سامان حرب کے باوجود اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے۔ تو مومنوں کا بدرجہ اولیٰ فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہ جس طرح دوسرے ذرائع سے کام لیں۔ اسی طرح دعا سے بھی غافل نہ ہوں۔ اور

مومن اور غیر مومن

میں یہی فرق ہے۔ کہ یوں تو غیر مومن بھی دنیاوی ذرائع اختیار کرتا ہے اور مومن بھی۔ مگر مومن اپنے ذرائع میں اضافہ کرتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اپنی کامیابی کی منزل کو اپنے زیادہ قریب کرتا ہے۔ مگر غیر مومن اس عظیم الشان نعمت کے حصول سے محروم رہتا ہے ہم دیکھتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ اور آپ ساری عمر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخری عمر میں ایک دفعہ دعاؤں پر زیادہ زور دینے کے لئے فرمایا۔ کہ اب کتابیں تو ہم بہت تصنیف کر چکے۔ اور دلائل و براہین سے مخالفین پر اتمام حجت بھی ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہماری تائید میں آسمانی نشان بھی ظاہر فرمائے اب صرف ایک ہی چیز باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اپنی عمر کے باقی ایام دعاؤں میں صرف کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ایک علیحدہ جھونپڑی بنائی تھی۔ اسی طرح آپ نے بھی ایک

بیت الدعاء

بنایا جس میں آپ سلسلہ کی کامیابی کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہے آپ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا۔ کہ وہ آپ کو عظیم الشان کامیابی دے گا اور آپ کے سلسلہ کو دنیا کے اکناف تک پھیلائیگا مگر آپ نے صرف الٰہی وعدوں پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے ذرائع کو اختیار فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ نے بھی دنیاوی اسباب اور ذرائع سے کام لیا اور پھر دعا کو بھی اپنا

سب سے بڑا حربہ

قرار دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم اور ذرائع سے بہت کام لے چکے اب جی چاہتا ہے۔ کہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام دعاؤں میں صرف کر دیں ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دعا کامیابی کا نہایت ہی ضروری ذریعہ ہے۔ یہی دعا ہے۔ جو مومنوں اور غیر مومنوں میں فرق کرتی ہے غیر مومنوں کا صرف اسباب ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو خودکشی کر لیتے ہیں لیکن مومنوں کے ہاتھ میں ان ذرائع کے علاوہ ایک دوسرا ذریعہ بھی ہوتا ہے۔ اور وہ دعا ہے۔ پس ذرائع کے استعمال اور دعا سے مومن کی کامیابی زیادہ یقینی ہو جاتی ہے۔

ایک اور فرق

جو مومن اور غیر مومن میں ہوتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ یوں تو دونوں یعنی مومن اور غیر مومن اسباب اور ذرائع سے کام لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی بہت سعی کرتے۔ اور ذرائع کو پورے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے۔ کہ غیر مومن اسباب اور ذرائع پر تکیہ کرتا۔ اور انہی کو اپنا خدا سمجھتا ہے۔ مگر مومن اگرچہ دنیا داروں سے بھی بڑھ کر بعض دفعہ اسباب سے کام لیتا۔ اور حصول کامیابی کے لئے کوشش کرتا ہے۔ مگر اس کا اصل بھروسہ اسباب پر نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی۔ کہ آپ جب کسی بیماری میں دواؤں کا استعمال کرتے۔ تو صرف ایک دوائی کھانے پر ہی اکتفا نہ کرتے۔ بلکہ بہت سی دوائیں کھا لیتے۔ اور فرمایا کرتے۔ کہ یہ میں اس لئے کرتا ہوں۔ تا جب شفا حاصل ہو جائے۔ تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو۔ کہ فلاں دوائی سے شفا ہوئی ہے۔ اور اس طرح اس پر اس قدر اعتماد ہو جائے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا لے یہ ایک

توحید کا گر

ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا۔ آپ خدا ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لئے صرف ایک دوا نہیں۔ بلکہ اکٹھی بہت سی دواؤں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ تو اگرچہ مومن اور غیر مومن دونوں ہی اسباب کا استعمال کرتے ہیں۔ مگر غیر مومن کا اسباب ہی سہارا ہوتے ہیں۔ وہی اس کا خدا ہوتے ہیں۔ مگر مومن اگرچہ اسباب سے کام لیتے ہیں۔ مگر ان پر بھروسہ اور اعتماد نہیں کرتے۔

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ مومن کا اسباب پر بھروسہ نہیں ہوتا پھر بھی وہ

ذرائع کا استعمال

کرتا ہے۔ بلکہ بہت دفعہ دنیا داروں سے بھی بڑھ کر اسباب سے کام لیتا ہے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ محض اس لئے اسباب سے کام لیتا ہے کہ تا جب اللہ تعالیٰ کے حضور آئے۔ اور اس سے کامیابی کے لئے دعا کرے۔ تو اس وقت کہہ سکے۔ کہ خدایا جو سامان تو نے مجھے دیئے تھے میں ان سب کا استعمال کر چکا۔ اب صرف تیری ہی مدد ہے۔ جو مجھے کامیابی تک پہنچا سکتی ہے۔

غرض خدا کے حضور سرخرو ہونے کے لئے وہ اسباب استعمال کرتا ہے۔ اور صرف اس لئے مادی ذرائع سے کام لیتا ہے۔ تا وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کے وقت کہہ سکے۔ کہ خدایا جو کام میرے ذمہ تھا۔ وہ تو میں نے کر لیا۔ اب صرف تیرا کام باقی ہے۔ تو مجھ پر اپنا فضل نازل فرما۔ جو جو باتیں میرے اختیار میں تھیں وہ تو میں کر چکا۔ اب تو ہی ملجاؤ ماویٰ ہے یہ فقرہ کہنے کے لئے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش دلانے کے لئے

وہ اسباب کا استعمال کرتا ہے۔ تا خدا تعالیٰ کے حضور وہ توجہ سے دعا کر سکے۔ اور اسے کہہ سکے۔ کہ جو میں نے کرنا تھا۔ وہ تو کر لیا۔ مگر میرے اسباب نے میرا ساتھ نہ دیا۔ میرے ذرائع نے مجھے کامیاب نہ کیا۔ اب تیرا فضل چاہیئے۔ جو مجھے کامیاب کرے۔ یہ فقرہ بولنے کے لئے وہ اسباب کا استعمال کرتا ہے۔ وہ اس طرح نہیں کرتا۔ کہ ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ رہے۔ دنیادار شخص تو صرف اپنے اسباب کو خدا سمجھتا ہے۔ مگر مومن اسباب کو اپنا خادم سمجھ کر ان پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ اس کا اصل بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ کہنے کے لئے کہ تو نے جو اسباب مقرر کئے تھے۔ ان سے میں کام لے چکا۔ اب تو ہی ہے۔ جو میری امداد فرمائے۔ وہ اسباب سے بھی کام لیتا ہے مومن کی اس حالت سے یہ سبق سیکھنا چاہیئے۔ کہ انسان اپنی طاقتوں پر بھروسہ نہ کرے۔ بلکہ اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اپنا کارساز سمجھے۔

صحابہ رضی کو

ایک موقع پر

اللہ تعالیٰ نے یہی سبق سکھایا۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ فتح مکہ کے بعد بارہ ہزار مسلمانوں کے ایک زبردست لشکر کو ایک قبیلہ سے جنگ پیش آگئی۔ مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا۔ کہ جب پہلے باوجود قلیل ہونے کے ہمیں کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ تو اب جبکہ ہماری تعداد بہت ہے۔ اور سامان جنگ ہمارے پاس کافی ہے۔ کیوں کامیابی نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ وہ وقت یاد کرو۔ اذ اعجبتکم کثرتکم۔ جب تمہاری کثرت نے تمہیں غرور میں ڈالا۔ اور تم نے خیال کیا۔ کہ تمہاری کثرت تمہیں کامیابی تک پہنچائے گی۔ اس جنگ میں

بارہ ہزار مسلمان

شریک تھے۔ مگر باوجود کثرت تعداد کے وہ ایک چھوٹے سے دشمن کے لشکر سے بھاگ نکلے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف چند صحابہ رضی کے ساتھ میدان جنگ میں رہ گئے۔

قرآن مجید کہتا ہے۔ کہ مسلمانوں پر وہ ایسا نازک وقت تھا کہ زمین باوجود فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی۔ اور انہیں بھاگتے وقت نہیں معلوم تھا۔ کہ کہاں جا رہے ہیں۔

یہ سبق اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسی لئے سکھایا۔ تا وہ ہمیشہ

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

رکھیں۔ اور کبھی اپنی طاقتوں پر غرور نہ کریں۔

ہماری جماعت کے مبلغ

جب مباحثات و مناظرات کے لئے جاتے ہیں۔ تو جیسا کہ ان کا یہ فرض ہے۔ کہ ان کے پاس مضبوط دلائل ہوں۔ اور ان کی قوت بیانیہ اپنے اندر اثر رکھتی ہو۔ اس طرح ان کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ کسی وقت اپنے دلائل و براہین پر یا اپنی قوت بیانیہ پر بھروسہ نہ کریں اور نہیں خیال نہ ہو۔ کہ ہم خوب تقریر کر سکتے ہیں اور ہمارے پاس بڑے مضبوط دلائل ہیں۔ بلکہ انہیں چاہیئے۔ کہ ان کے اندر

عاجزی اور انکساری

ہو۔ اور وہ دشمن سے مقابلہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں اور اسکی امداد پر بھروسہ رکھیں۔

علاوہ ازیں جو مومنوں کی جماعت ہوتی ہے۔ اسے بعض اوقات ایسی مشکلات بھی پیش آتی ہیں جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کام دیتا ہے

18

دنیاوی اسباب رہ جاتے ہیں۔ اور ظاہری ذرائع کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے۔ تب خدا ہی ہوتا ہے۔ جو

مومنوں کی تائید

کرتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ملک میں بدامنی پھیل جاتی ہے۔ منتظمین کے ہاتھ کمزور ہو جاتے۔ اور نظام وحدت ٹوٹ جاتا ہے۔ اس وقت مومنین کی جماعت کے لئے جو پہلے ہی کمزور ہوتی۔ اور جس کا دشمن قوی ہوتا ہے۔ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم ۔ اگر اللہ تعالےٰ سے تم دعا نہ کرو۔ تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔

پس دعا

نہایت ہی ضروری چیز

ہے۔ خصوصاً مومنوں کے واسطے کامیابی کا بہترین حربہ ہے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ ان موقعوں پر جہاں سامان موجود ہوں۔ اور ان موقعوں پر جہاں سامان موجود نہ ہوں۔ دعاؤں سے کبھی غافل نہ ہوں ؂

ایسے ہی دن جو مشکلات و مصائب کے ہیں۔ ہماری جماعت کے لئے آنے والے ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ ساری جماعت دعا کی طرف لگ جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے۔

ہر جمعہ کی رات

کو تمام مرد اور عورتیں تہجد کے لئے اٹھا کریں اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کریں۔ کہ وہ ہماری جماعت کی حفاظت فرمائے۔ اور سلسلہ کے راستہ سے تمام مشکلات و مصائب کو ہٹا دے۔ چونکہ ایسے دن آنے والے ہیں۔ اس لئے ہمیں ابھی سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ تا وہ تغیرات جو اب دنیا میں ہو رہے ہیں۔ سلسلہ اور اسلام کے لئے مفید ہوں۔ اور ان کا نتیجہ ہمارے حق میں خیر اور برکت کا موجب ہو میں نے ابھی عرض کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیت الدعاء بنایا تھا خدا معلوم آپ نے اس میں کیا کیا دعائیں کی ہوں گی۔ مگر

ایک دعا

آپ کی یہ تھی۔ کہ اے خدا صلیب کو پاش پاش کر دے۔ اب صلیب میں تو کوئی طاقت نہیں۔ اس کی طاقت کیا تھی۔ جسکے توڑنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ سے دعائیں کیں۔ صلیب کی طاقت

مسیحی سلطنتیں

تھیں کیونکہ مسیحی لوگوں کے پاس بہت سی طاقت و قوت تھی۔ اسی بل پر ان کی صلیب ترقی کر رہی تھی اور اسی وجہ سے ان کی صلیب زور دکھائی دیتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا نتیجہ دیکھو۔ کہ وہ زبردست سلطنتیں جن پر صلیبی عقائد کا دارومدار تھا کس طرح کمزور ہو گئیں۔

زار روس

جو بڑا عیسائی بادشاہ تھا۔ آج کہاں ہے۔ خدا نے اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اور آج اس کی جگہ جو حکومت قائم ہے۔ وہ صلیب کی مؤید نہیں۔ بلکہ صلیب کی دشمن اور اسے توڑنے والی ہے۔

وہ

قیصر جرمن

جس کی گاؤں گاؤں میں دھوم مچ گئی تھی۔ آج کہاں ہے۔ اگر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہی ہیں۔ جو دنیا میں تغیر کر رہی ہیں۔ اور آپ کی یہ مضطربانہ التجائیں کہ اے خدا صلیب کو توڑ دے۔ دنیا کو ہلا رہی ہیں۔ وہی دعائیں جو کسر صلیب کے لئے آپ نے خلوت میں کیں۔ وہی دعائیں۔ جو آپ نے بیت الدعاء میں مانگیں۔ آج اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ پس ہمیں اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ یہ تغیرات جو اب دنیا میں ہو رہی ہیں۔ یہ

سلسلہ اور اسلام

کے لئے مفید اور بابرکت ہوں ؂

پھر یہ دعا بھی کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کی حفاظت فرمائے اور اسے مشکلات کے وقت استقامت کی توفیق دے ہمارے اعتقادات پختہ اور درست رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خود ہمیں ہر ایک ٹھوکر سے بچائے۔

پھر ہمیں

اپنے امام کے لئے دعا

کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا کرے۔ اور ہمیشہ ہمیں آپ کے جھنڈے تلے رکھے۔ آج ہر طرف ہمارے دشمن ہیں۔ اور سوائے خدا کے ہمارا کوئی نہیں۔ اسی پر ہمارا بھروسہ ہے پس ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور کبھی ہم پر ایسا وقت نہیں آنا چاہیئے جب ہم دعاؤں سے غافل ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم ۔ اگر تم اللہ تعالےٰ سے دعائیں نہ کرو۔ تو خدا کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں پس دعا ہی ہے جو ہماری

حفاظت کا ذریعہ

ہے۔ اور اسی ذریعہ سے ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہی حربہ ملا تھا۔ پس دعا نہایت قیمتی چیز ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک دعا ہی تھی جس نے انکے دشمنوں کا صفایا کر دیا۔ اور وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہی تھیں جن سے اسلام دنیا میں پھیلا۔ پس دعا ولیا ہتھیار ہے۔ جو ہمیشہ استعمال کرنا چاہیئے۔ اور ان ایام میں خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کی حفاظت فرمائے۔ مصائب پر استقامت بخشے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے ہر ایک ٹھوکر سے محفوظ رکھے ؂

استثنا باب ۱۸ آیت ۱۵ میں تحریف

کوئی مسیحی صاحب جواب دیں

استثنا کے باب ۱۸ ورس ۱۵ میں ہے۔ " خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کریگا تم اس کی طرف کان دھریو " اس عبارت میں جو تیرے ہی درمیان کے الفاظ ہیں۔ وہ اصلی الہام میں نہیں ہیں۔ پہلا ثبوت۔ پطرس حواری نے حضرت موسیٰ کا یہ کلام نقل کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ چنانچہ اعمال کے باب ۳ ورس ۲۲ میں ہے۔ " موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا۔ کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے۔ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھاوے گا۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے۔ اس کی سب سنو "

دوسرا ثبوت۔ استیفان حواری جس کا اعمال باب ۶ ورس ۸ میں بڑے بڑے معجزے دکھانا بیان ہوا ہے اس نے بھی حضرت موسیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اس میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں۔ چنانچہ اعمال کے باب ۷ ورس ۳۷ میں ہے " یہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے۔ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی ظاہر کرے گا۔ اس کی سنو "

ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حواریوں کے زمانے میں جو توریت کے نسخے تھے۔ ان میں یہ الفاظ نہ تھے۔ بلکہ پیچھے سے بڑھائے گئے ہیں۔

تیسرا ثبوت۔ یہ ہے۔ کہ نسخہ اسکندریانوس اور واٹیکانوس جو بہت قدیم نسخے شمار کئے جاتے ہیں۔ ان میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں۔ (یہ دونوں نسخے عیسائیوں کے نزدیک بہت معتبر اور چوتھی صدی کے لکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ بائیبل کے صحت کرنے والوں نے جس قدر نسخے جمع کئے۔ ان میں سے نمبر اول کا نسخہ اسکندریانوس اور دوم نمبر واٹیکانوس قرار دیا ہے۔ غرضیکہ اور سب نسخے ان دونوں نسخوں سے کم مرتبہ قرار دیئے گئے ہیں)

چوتھا ثبوت۔ یہ ہے۔ کہ توریت کے پرانے اور نہایت معتبر ترجمہ سپٹواجنٹ میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں۔ اسکی عبارت یہ ہے :-

[illegible]

ترجمہ:- خداوند تیرا خدا ایک نبی تیرے بھائیوں میں سے تیری مانند قائم کرے گا اس کی تم سنیو۔ واضح ہو کہ ترجمہ سپٹواجنٹ تخمیناً تین سو برس پیشتر حضرت مسیح کے لکھا گیا۔ اور زمانہ دراز تک اہل کتاب کی یہ رائے رہی۔ کہ یہ ترجمہ الہام سے ہوا ہے۔ اور تین سو برس کا زمانہ گزرا کہ تمام عیسائی مشائخ اور یونانی و لاطینی کے کل خادموں میں

مسلمانانِ کشمیر کا ایک عظیم الشان اجتماع

فرقہ وارانہ فتنہ کے خلاف پُر زور جد و جہد

مسلمان متحد ہو کر کام کرنے سے ہی کامیابی کی امید رکھ سکتے ہیں

سری نگر ۲۷ دسمبر:۔ مسلمانان کشمیر کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت عالی جناب مولانا مولوی احمد اللہ صاحب ہمدانی میر واعظ خانقاہ معلی میں ۲۶ دسمبر کو منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔

شیخ محمد عبد اللہ کی تقریر

تلاوت قرآن شریف اور نعت خوانی کے بعد مسلمانان کشمیر کے محبوب ترین لیڈر جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب شیر کشمیر فلک شگاف نعرہ ہائے تحسین کے درمیان سٹیج پر تشریف لائے شیخ صاحب موصوف کی صحت بوجہ کثرت کار خراب تھی اور ڈاکٹر نے انہیں مکمل آرام کرنے کی ہدایت کی تھی۔ لیکن موجودہ وقت کی اہمیت اور نزاکت کا احساس کر کے ناسازی طبع کے باوجود قوم کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے شریک جلسہ ہوئے۔ اور ایک دل ہلا دینے والی تقریر فرمائی اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ موجودہ حالات کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے قومی مفاد کو نقصان پہنچے۔ آپ نے اس امر کی طرف خاص توجہ دلائی کہ حکومت مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا چاہتی ہے۔ اور چند مسلمان لیڈر حکومت کے دام فریب میں آ کر مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے شیرازہ کو بکھیر کر اپنے ذاتی اغراض کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

محمد یوسف میر واعظ کی پیمان شکنی

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ نیک و بد میں تمیز کریں۔ اور اس عہد پر قائم رہیں جو نمائندگان کشمیر کے انتخاب کے وقت انہوں نے کیا تھا۔ انہوں نے قوم کو نہایت رقت آمیز لہجہ میں محمد یوسف صاحب میر واعظ کے اس ابتدائی وعدے کی یاد دلائی جس کے محرک وہ خود تھے اور جس کا مدعا یہ تھا کہ مسلمانوں کو اس تحریک میں اشتراک عمل۔ اتحاد بین المسلمین پر عمل کرنے اور فرقہ وار جھگڑوں سے الگ رہنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ شیخ صاحب نے انتہائی رنج اور افسوس کے ساتھ فرمایا کہ مجھے اس امر کے اظہار سے از حد تکلیف ہوتی ہے اور غالباً آپ حضرات کو بھی یہ سن کر ضرور رنج ہوگا کہ اس پاک خانقاہ میں جو وعدہ جناب مولوی محمد یوسف صاحب نے کیا تھا اسے وہ آج عملاً و قولاً توڑ رہے ہیں اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ سوال پیدا کر کے قومی مفاد کا نقصان کرتے ہوئے حکومت کا ساتھ علانیہ دے رہے ہیں جس سے آپ حضرات بخوبی واقف و آگاہ ہیں۔

مسلمانو! آپ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ اپنے نفع و نقصان کا امتیاز کرتے ہوئے مفاد اسلامی کے تحفظ کے مسئلہ پر خود غور کریں۔ اور دیکھیں کہ آیا موجودہ وقت میں سنّی۔ شیعہ۔ اہل حدیث اور احمدی وغیرہ کا سوال اٹھانے میں وہ کہاں تک حق بجانب ہیں۔ میں ان کے اور بعض دیگر نمائندگان کے رویہ پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بظاہر وہ آپ کی اور اسلام کی جائز ترجمانی سے (جو ان کا فرض تھا) گریز کر رہے ہیں۔ اس لئے میں اس مسئلہ کو آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں آپ مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ میں اس کی تعمیل کر سکوں۔

(یہ سن کر لوگوں نے با آواز بلند کہا کہ گزشتہ پر آشوب دنوں میں جب مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا اس وقت حکومت کشمیر یا ڈوگرہ درندے یہ امتیاز نہ کرتے تھے کہ فلاں شیعہ ہے یا سنّی۔ احمدی ہے یا اہل حدیث۔ بلکہ ان کے نیزوں اور گولی کا نشانہ بننے کے لئے صرف مسلمان ہونا ہی کافی تھا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے درست اور بجا ہے اور مصیبت زدہ مسلمان مولوی محمد یوسف صاحب اور ان کے رفقاء کے رویہ سے واقف ہیں اور ہم اسلامی حقوق کے تحفظ کے لئے کسی شخصیت کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس وقت جو شخص بھی ہماری جائز نمائندگی نہیں کر رہا ہے اسے نمائندگی سے الگ کیا جائے اور ہمیں ہرگز ایسے قوم فروش نمائندوں کی ضرورت نہیں جو تفرقہ انگیزی کے پردے میں حکومت کی حمایت کر کے اپنے ذاتی اغراض کو پورا کرنا چاہتے ہیں) اس کے بعد لوگوں کو شیخ صاحب نے بمشکل خاموش کرایا اور وہ پیغامات پڑھ کر سنائے جو دیگر معزز نمائندگان نے اس موقعہ پر اپنے اظہار خیال کے طور پر بھیجے تھے۔ جو درج ذیل ہیں:

سید حسین شاہ صاحب جلالی

بخدمت جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ بوجہ ناسازی مزاج شریک جلسہ نہیں ہو سکتا ہوں۔ یہ واقعی ایک افسوسناک معاملہ ہے۔ کہ اہل اسلام کے درمیان اس وقت فرقہ وارانہ سوال پیدا کیا جا رہا ہے۔ جب انتخاب نمائندگان ہوا تھا تو ہم تمام نمائندگان نے اسے اپنا اصول بنا رکھا تھا۔ بلکہ ایک قسم کا حلف لیا تھا۔ کہ فرقہ وار سوال کو کبھی عامۃ المسلمین میں نہیں اٹھانا چاہیئے۔ اور تمام فرقوں کو خواہ وہ سنّی ہوں یا شیعہ اہل حدیث ہوں یا احمدی۔ مقلد ہوں یا غیر مقلد متحد اور متفق ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ اس تحریک میں اشتراک عمل کرنا چاہیئے۔ میرا ذاتی خیال ہے۔ کہ اب بھی اس اصول پر کاربند رہنے سے ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جو کوئی شخص موجودہ فضا کو فرقہ وار رنگ سے رنگنا چاہتا ہے وہ یقینی قومی مفاد کا خون کر رہا ہے۔ اور وہ خدا کے سامنے قومی مفاد کی بربادی کا ذمہ وار ہوگا۔ میں تمام نمائندگان اہل اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس موجودہ تحریک کو فرقہ وار رنگ سے بالاتر رکھیں۔

(دستخط:۔ سید حسین شاہ جلالی نمائندہ مسلمانان کشمیر۔ اہل تشیع)

خواجہ غلام احمد اشائی

اشائی کوچہ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۱ء

مائی ڈیر شیخ صاحب

السلام علیکم۔ مجھے آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں میٹنگ میں شامل نہیں ہو سکوں گا۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ تفرقہ پیدا کیا گیا ہے۔ میں خود مرزائی نہیں ہوں۔ اور نہ اہل حدیث۔ مگر اس جد و جہد میں ہم فرقہ داری سے بالاتر ہو کر تمام اہل اسلام خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں متفق ہو کر کامیابی کی امید رکھتے تھے۔ اس وقت کوئی تفرقہ کا یا فرقہ وارانہ سوال پیدا کرنا سخت مہلک ہے۔ میں تمام نمائندگان سے اپیل کروں گا۔ کہ وہ اس وقت متحد ہو کر اشتراک عمل کو اپنا مسلک بنائیں۔ ورنہ جو شخص اس وقت تفرقہ پیدا کرنے کا خیال رکھے گا۔ وہ خدا اور خلق خدا کے سامنے قومی مفاد کی بربادی کا ذمہ وار ہوگا۔ میرا ایمان ہے۔ کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اگر اسلام کی بہبود کے لئے متفق ہو کر کوشش کریں گے۔ تو قومی مفاد کے عین مطابق ہوگا۔ جس وقت تحریک کا آغاز ہوا۔ یہی خیال ہمارا محرک ہوا۔ اور اب بھی ہونا چاہیئے۔

دستخط:۔ غلام احمد اشائی نمائندہ مسلمانان کشمیر

چوہدری غلام عباس نمائندہ جموں

مجھے یہ دیکھ کر کہ مسلمانان کشمیر کے درمیان تفرقہ پردازی کی وسیع خلیج حائل ہو گئی ہے۔ از حد افسوس اور دلی صدمہ ہوا ہے۔

اس وقت مسلمانوں پر دور ابتلاء و مصیبت ہے۔ اور رہبران قوم کی ذراسی لغزش بھی تباہی کا حکم رکھے گی۔ باد مخالف ہے بجلیاں ہیں۔ قوم کی کشتی سیل حوادث میں گھری ہوئی ہے۔ اور اس کشتی کے ناخدا محترم نمائندگان ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اس نازک وقت میں محترم نمائندگان اشتراک عمل اتفاق اور تعاون سے کام لے کر کشتی کو غرق ہونے سے بچاتے۔ لیکن وائے بدقسمتی و ناکامی کہ عین اس موقعہ پر خانہ جنگی اور فرقہ بندی میں الجھ کر قوم کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ آپ صاحبان کو جان لینا چاہئیے۔ کہ اس وقت قوم کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ اور اگر ان حالات میں نمائندگان کی طرف سے ذرا لغزش بھی واقع ہوئی۔ تو میں برملا کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ قوم کے خون ناحق کے ذمہ دار وہ ہونگے اس لئے میں نہایت ادب کے ساتھ نمائندگان کی خدمت میں عرض پرداز ہوں۔ کہ وہ قوم کی خاطر باہمی کشمکش سے احتراز کریں۔ اور احمدیت اور حنفیت کے زہریلے پروپیگنڈا سے بچیں موجودہ سوال قوم کا من حیث القوم سوال ہے۔ اور نہ حکومت نے گولی چلانے۔ گرفتاریاں عمل میں لانے اور تشدد کرنے کے وقت فرقہ وارانہ تمیز سے کام لیا۔ حنفیوں کو حنفیت مبارک ہو اور احمدیوں کو احمدیت۔ لیکن فرقہ وارانہ اختلاف کا یہ وقت نہیں۔ اس وقت امت محمدیؐ کو بچانے کا وقت ہے۔ خدارا ان جھمیلوں کو چھوڑ دیجئے۔ اور متفقہ اور مشترکہ طور پر کمر ہمت باندھ کر آمادۂ عمل ہوں۔ اور اس طرح مظلوم اور بے کس قوم کی فلاح اور بہبود کی طرف متوجہ ہوں۔ آخر میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے ذریعہ دیگر نمائندگان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ خدارا موقعہ کی اہمیت اور نزاکت کو سمجھ لیجئے۔ اور قوم کو افتراق سے بچائیے۔ اور ایسی راہ اختیار کیجئے۔ جس سے مسلمانان ریاست کی مشکلات حل ہوں۔ اور آئندہ مظالم کا سد باب ہو۔ اگر کشمیر کے نمائندے اس وقت باہمی اختلاف پیدا کریں۔ تو جموں کے مسلمان اس دعوے میں حق بجانب ہوں گے۔ کہ ان کی قربانیاں یہاں کے محترم نمائندگان نے اپنی ذاتی کشمکش کی وجہ سے بے سود ہی نہیں۔ بلکہ مضرت رساں ثابت کیں۔ والسلام

دستخط: چوہدری غلام عباس بی اے۔ ایل ایل بی نمائندہ مسلمانان جموں

منشی شہاب الدین اور خواجہ سعد الدین الگ کر دیئے گئے

جب یہ خطوط اور بیان جو نمائندگان نے بھیجے تھے۔ لوگوں نے سنے تو حقیقت حال ان پر پورے طور سے واضح ہوگئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ جموں و کشمیر میں مسلمانوں کے کل گیارہ نمائندے ہیں جن میں سے کشمیر کے تین نمائندے یعنی مولوی محمد یوسف میر واعظ۔ خواجہ سعد الدین صاحب شال اور منشی شہاب الدین صاحب فرقہ وار سوال پیدا کر رہے ہیں۔ اور باقی آٹھ نمائندے اس سوال کو نہایت مکروہ اور لغو خیال کرتے ہیں۔ اور فرقہ وار سوال پیدا کرنے میں قومی موت سمجھتے ہیں۔ اسی مجلس میں یہ قرارداد منظور ہوئی۔ کہ

چونکہ بعض نمائندے قومی مفاد کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے ان میں سے منشی شہاب الدین کو نمائندگی سے الگ کر دیا جائے۔ اور خواجہ سعد الدین شال صدر نمائندگان سے عہدۂ صدارت واپس لے لیا جائے گا۔

شام کے قریب یہ جلسہ ختم ہوا۔ اور مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھ لیا۔ کہ کون ان کا حقیقی ہمدرد دوست اور غم خوار ہے۔ اور کون دوستی کے پردہ میں قوم سے دشمنی اور غداری کر رہا ہے۔ حاضرین میں قابل ذکر مندرجہ ذیل اصحاب تھے۔

مفتی ضیاء الدین صاحب۔ پیر مقبول شاہ صاحب۔ پیر محی الدین صاحب مسٹر غلام نبی صاحب۔ مفتی جلال الدین صاحب۔ مسٹر غلام محی الدین صاحب مسٹر محمد افضل صاحب بی اے۔ مسٹر ثناء اللہ صاحب۔ مسٹر محمد امین صاحب مسٹر محمد یوسف صاحب بی اے (علیگ) مسٹر غلام مرتضیٰ ایم ایس سی (علیگ) مسٹر غلام نبی خان صاحب وغیرہ وغیرہ (نامہ نگار)

کشمیر پولیس اور مسلمان

دنیا جانتی ہے کہ ۲ اور ۳ نومبر ۱۹۳۱ء کو ہندوؤں اور ڈوگرہ فوجیوں نے بے گناہ مسلمانان جموں کو کس طرح قتل و غارت کیا۔ غنیمت ہوا کہ ۴ نومبر کو گورہ فوج آپہنچی۔ ورنہ نہ جانے کیا کچھ اور ہو جاتا اور انتہائی بے بسی یہ کہ چار دن تک ان مسلمانوں کی لاشیں جن کو ٹھکانے نہیں لگایا جا سکا۔ ہسپتال میں پڑی رہیں اور آخر گورہ فوج نے اپنی حفاظت میں لے کر مسلمانوں کے شہداء کی لاشیں دفن کرائیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کے ہر جائز مطالبہ کو مقامی حکام نے جس طرح ٹالا اس کی اصلیت بھی قارئین پر روشن ہو چکی ہے۔ تالابوں سے مسلمانوں کا مال برآمد ہو رہا تھا مگر برآمدگی مال روک دی گئی۔ مندروں کی بروقت تلاشی سے عمداً اغماض کیا گیا۔ اور اس طرح ہندوؤں کے قتل و غارت پر پورا پردہ ڈال دیا گیا۔ دوسری طرف مسلمانوں کو بلوہ اور ڈکیتی کے الزام میں ۱۲ نومبر کی شام سے ہی گرفتار کرنا شروع کر دیا اور چن چن کر کارکن نوجوان جیل میں ٹھونس دیئے گئے۔ مسلمانوں نے حکومت کا یہ سلوک دیکھ کر مقامی حکام سے عدم تعاون کا اعلان کر دیا اور تفتیش کے لئے غیر جانبدار پولیس اور ججوں کا مطالبہ کیا۔ جس پر نہ کوئی حکومت نے توجہ کی نہ انگریز حکام نے۔ آخر ایک ماہ بعد جب قتل و غارت کے اکثر اثرات مٹا دیئے گئے تو مقامی پولیس میں سے دو تین مسلمان افسروں کو علاقہ سے بلا کر تفتیش پر لگا دیا گیا۔ اور پھر مسلمانوں کو تعاون پر مجبور کیا۔ لیکن جونہی حکومت کو یہ معلوم ہوا کہ متعدد سرمایہ دار ہندو گرفتار ہوں گے۔ تو گرفتاری کے حکم میں لیت و لعل کی گئی اور جب مسلمانوں نے پھر پولیس سے عدم تعاون کر لیا۔ تو بیسیوں ہندوؤں میں سے صرف سات اشخاص کو گرفتار کرنے کا حکم ہوا۔ جن میں سے دو کو ہندوؤں کے اودھم مچانے پر پولیس نے از خود ضمانت پر رہا کر دیا۔ مسلمان ماخوذین جو میں بعض ذی ثروت تھے عدالت نے پونے دو ماہ گزرنے کے بعد بھی ابھی تک قید رکھے ہوئے ہیں اور کچھ ضمانت پر اب رہا کئے ہیں۔ (نامہ نگار)

گورہ فوج کی جموں سے واپسی کے بعد

کیا مسلمانوں پر پھر کوئی آفت آنے والی ہے

گورہ فوج کے قیام کے متعلق مسلمانان جموں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ متعدد بار حضور وائسرائے اور مہاراجہ کشمیر کو تار کے ذریعے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے جموں میں گورہ فوج کے مزید قیام کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ بھی صدا بصحرا ثابت ہوا۔ اور ۲۱ دسمبر کو گورہ فوج جموں سے کوچ کر گئی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ریاستی فوج کی تمام مسلمان کمپنیاں جو پہلے ہی آٹے میں نمک کے برابر ہیں علاقہ جات میں عدم ادائیگی مالیہ کی تحریک کو روکنے کی خاطر روانہ کی جا رہی ہیں۔ اور چند روز سے وہی گورکھا فوج جو متعدد بار مسلمانان کشمیر کو گولی کا نشانہ بنا چکی ہے دفاتر اور محلات کی حفاظت کے لئے متعین کی گئی ہے مسلمانان جموں ایسی حالت میں ایک بار پھر ہندوؤں اور ڈوگرہ فوجیوں کے رحم و کرم کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے

(نامہ نگار)

قابل توجہ وزیر جیل خانہ جات جموں و کشمیر

جموں جیل کی موجودہ حالت پر بارہا تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اور داروغہ جیل کے متعصبانہ رویہ پر بھی کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ لیکن افسران جیل نے اس پر ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ وزیر جیل خانہ جات حقیقت حال سے بالکل ناآشنا ہیں۔ ہم جناب وزیر صاحب پر روشن کر دینا چاہتے ہیں کہ لالہ نرنجن داس داروغہ جیل کا مبلغ علم صرف اس قدر ہے کہ آپ پہلے اسی جیل میں عرصہ دو تین سال ہوئے کہ محض ایک معمولی کلرک تھے۔ تیس روپے ماہوار تنخواہ لیتے تھے لیکن سردار پرتھی نندن سنگھ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور جناب لالہ پرشوتم رام کی مسلسل کوششوں میں سے نائب داروغہ کے عہدہ کے مستحق ہو گئے۔ اسی دوران میں خوش قسمتی سے لالہ پرشوتم رام کنٹرولر ہوم منسٹر کے جلیل القدر عہدہ پر مامور ہو گئے اب تو داروغہ

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا خطبۂ صدارت

(گزشتہ سے پیوستہ)

جداگانہ انتخابات

ہم نے اپنے مصالح کے تحفظ کے لئے جو اسکیم تیار کی ہے اس میں ایک نہایت ضروری مطالبہ یہ ہے۔ کہ گزشتہ دس سال سے جداگانہ انتخابات کا جو طریق اس ملک میں قانوناً رائج ہے۔ آئندہ بھی اسی پر عمل ہوتا رہے یہاں تک کہ مسلمان خود محسوس کرنے لگیں۔ کہ اب ان کو اس تحفظ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مطالبہ پر بالعموم یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ جداگانہ انتخابات کا اصول جمہوریت کے منافی ہے۔ لیکن میرے نزدیک جمہوریت کا مطلب ہمیشہ یہ رہا ہے۔ کہ کسی ملک کی حکومت بحیثیت مجموعی اس ملک کے باشندوں کے سامنے جوابدہ ہو عملاً کسی ملک کے باشندے اپنی حکومت پر اقتدار حاصل کرنے کے لئے جو طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس ملک کی مجلس عاملہ یا نافذہ (اگزیکٹیو) کو قانون ساز مجلس یعنی لیجسلیٹو کے سامنے جو اس ملک کے منتخب شدہ نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ذمہ وار ٹھہرائیں۔ اب جس حد تک کسی ملک کا نظام اس ملک کی تمام جماعتوں کے لئے متناسب اور مساویانہ نیابت کے ناقابل ہوگا۔ اتنا ہی اس کو اصول جمہوریت سے بعید سمجھنا چاہیئے اور کوشش کرنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی خامیوں اور نقائص کی کسی نہ کسی طرح تلافی ہو جائے۔ لہذا جب تجربہ سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ اس ملک میں مغربی طریق انتخابات کا نفاذ قانون ساز مجالس میں مسلمانوں کے جائز حصہ نیابت میں ہمیشہ حارج ہوتا رہیگا بشرطیکہ اس کے لئے کوئی خاص انتظام نہ کر دیا گیا۔ تو مسلمانوں نے جداگانہ طریق انتخابات کا مطالبہ پیش کیا۔ اندریں حالات یہ کہنا غلط ہوگا۔ کہ جداگانہ انتخابات کا نظام اصول جمہوریت کے منافی ہے۔ برعکس اس کے اگر ہم حقیقی جمہوریت کے آرزومند ہیں۔ تو ہمیں اس ملک کے اکثر حالات کا علاج اسی طریق انتخاب کے ذریعہ کرنا پڑیگا۔ چونکہ اس طریق کی ضرورت سالہا سال کے تجربہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس نظام پر دس برس سے عمل درآمد جاری ہے لہذا اب یہ ان لوگوں کا فرض ہے۔ جو برابر اس پر زور دے رہے ہیں کہ اس طریق انتخاب کو یکسر موقوف کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ ہمیں اس امر کا اطمینان دلائیں۔ کہ مستقبل میں اس تحفظ کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس مقصد کے حصول کا اگر کوئی طریقہ ہے۔ تو یہ کہ آئندہ چند سالوں میں اکثریت کا طرز عمل کچھ ایسی موافقانہ صورت اختیار کرے جس سے ہمیں اس امر کا یقین ہو جائے کہ وہ ہمارے حقوق و مصالح کو ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جیسا کہ خود ہم اور ہم باطمینان اس پر اعتبار و اعتماد کر سکتے ہیں۔ حضرات مجھ سے زیادہ اس خوش آئند صورت حالات کا شائد ہی کوئی شخص متمنی ہوگا۔ اور اگر خوش قسمتی سے مجھے اس کے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ تو میں اسی قدر اصرار اور گرمجوشی کیساتھ جس سے میں اب اس طریق انتخاب کی حمایت کر رہا ہوں۔ اس کے ترک و استرداد پر زور دونگا۔ اور اس کو نہ صرف اپنا فرض بلکہ اپنے لئے موجب فخر بھی سمجھوں گا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آپ حضرات کے سینوں میں بھی یہی جذبات موجزن ہیں۔

حکومت کا فرض

لیکن اس وقت حالات یہ ہیں۔ کہ ملک کے بہترین مصالح کی مقتضیات اور ہماری زبردست کوششوں کے باوجود اکثریت نے ہمارے مطالبات کی قبولیت کا مطلق اظہار نہیں کیا۔ اور گزشتہ دو تین سال میں ہماری گفت و شنید کا جو عالم رہا ہے۔ اس سے اس امر کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ صلح کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور گو ان حالات میں حکومت ہند اور حکومت انگلستان کا یہ فرض تھا۔ کہ وہ اس مسئلے کو کسی نہ کسی طرح طے کرنے کی کوشش کرتی۔ مگر بدقسمتی سے ان دونوں حکومتوں نے ابھی تک اپنی اس ذمہ واری کو محسوس نہیں کیا۔ وزیراعظم انگلستان نے بے شک یہ اعلان کیا ہے۔ کہ اگر ہندوستان کی مختلف جماعتیں اس مسئلے کا کوئی تصفیہ نہ کر سکیں۔ تو حکومت برطانیہ ایک عارضی فیصلہ صادر کر دیگی لیکن گزارش یہ ہے کہ کیا اس اعلان سے قبل وزیراعظم کو یقین نہیں ہوا۔ کہ اب اس معاملہ کا باہمی گفت و شنید یا مصالحت و مشورہ سے طے ہونا ممکن نہیں۔ لہذا وزیراعظم کو یہ سوچ لینا چاہیئے تھا۔ کہ اقلیتوں کے خطرات اور بے اطمینانی میں روز بروز اضافہ کرنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے درمیان افتراق و اختلاف کی جو خلیج حائل ہے وہ اور بھی زیادہ وسیع ہو جائے۔ تدبر کا تقاضا یہ تھا۔ کہ ہندوستان کے بڑے مصالح کی خاطر حکومت خود اس مسئلے کا فیصلہ کر دیتی۔ اور اس امر کا اعلان کر دیا جاتا۔ کہ حکومت کے نزدیک اس تصفیہ کا حل کیا ہے اس قسم کے تصفیے کی غیر معمولی ضرورت کے باوجود جسمیں اب شاید ہی کسی کو کلام ہو۔ تاخیر سے کام لینے کا نتیجہ محض یہ ہوگا۔ کہ بعض حلقوں میں اس وقت حکومت کے متعلق جو بدگمانی پھیل رہی ہے۔ اسے اور بھی تقویت ہو۔ کہا جاتا ہے، کہ حکومت کی یہ خواہش ہے۔ کہ اقوام ہند کی باہمی منافرت اور بے اعتمادی میں اضافہ ہوتا رہے تاکہ اس طرح جو بے چینی رونما ہو۔ اس سے فائدہ اٹھا کر حکومت آئندہ دستور کی ترتیب میں حتی الامکان بخل اور تنگ نظری سے کام لے۔ لہذا اس امر کی فوری ضرورت ہے۔ کہ حکومت اس مسئلے کے متعلق اپنا عندیہ ظاہر کر دے تاکہ ہم ان مسائل کے حل پر توجہ کر سکیں۔ جو اس کے علاوہ آئندہ دستور کی طیاری میں ہمارے سامنے ہیں ہم سے بار بار کہا جاتا ہے، کہ حکومت کو مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ اور وہ ان کے اس اضطراب کو حق بجانب سمجھتی ہے۔ کہ آئندہ دستور میں انہیں اپنے مصالح کی حفاظت کے لئے مناسب تحفظات حاصل ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت اس دعویٰ کا کوئی عملی ثبوت پیش کرے۔ حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ اس ذمہ واری کو جس سے اس کا پہلو تہی کرنا ناممکن ہے۔ پورا کرے۔ تاکہ اقوام ہند کی اس موجودہ بے اطمینانی کا خاتمہ ہو جائے۔

کشمیر

حضرات! اب میں آپ کی اجازت سے مختصراً ان مسائل کا تذکرہ کروں گا جن کا اگرچہ مسئلہ دستور کیساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ مگر جن کو اس بارے میں کلیتہً نظر انداز کر دینا ناممکن ہے۔ ان میں پہلا مسئلہ کشمیر کا ہے جو نہ صرف حدود ریاست بلکہ برطانوی علاقے میں بھی مسلمانوں کے پیش نظر ہے۔ میرے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ میں ان تمام افسوسناک واقعات کی طرف اشارہ کروں۔ جو گزشتہ چھ مہینوں میں ریاست کشمیر میں رونما ہو چکے ہیں۔ آپ سب حضرات کو ان کا بخوبی علم ہے۔ اور یہاں ان کا اعادہ رنج و تاسف سے خالی نہ ہوگا۔ آپکو ان تمام ناملائمتوں سے بھی پوری پوری واقفیت ہے جن میں مسلمانان کشمیر ایک صدی سے گرفتار ہیں۔ امتداد زمانہ سے یہ ناملائمتیں اور بھی زیادہ تکلیف کا موجب بنتی گئیں۔ میرے لئے مسلمانان کشمیر کی اس دردناک اور پر از شجاعت جدوجہد کا تذکرہ بھی ضروری نہیں۔ جو انہوں نے انسانیت کے محض ابتدائی حقوق کے حاصل کرنے کے لئے کی ہے۔ ان کی تحقیر و تذلیل کے لئے طرح طرح کے ذرائع اختیار کئے گئے۔ باایں ہمہ انہوں نے صبر و استقلال اور ضبط و تحمل کا دامن نہیں چھوڑا۔ ان کو اس جدوجہد میں بیشمار مصائب اور غیر معمولی قربانیاں برداشت کرنی پڑیں۔ پھر جس طرح حدود ریاست سے باہر ان کی مصائب و تکالیف کی آواز پر ان کے بھائیوں کے دل تڑپ اٹھے اور انہوں نے جس وسعت قلب سے کام لیکر ان کے رنج و مصیبت میں دست امداد بڑھایا۔ اس کو بیان کرنا لاحاصل ہے۔ اس لئے کہ آج ساری دنیا اس کی شاہد ہے،

آئیے اب ہم تھوڑی دیر کے لئے اس صورت حالات پر نظر ڈالیں جہاں تک اصول کا تعلق ہے۔ غالباً میرا یہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ کہ انگریزی علاقہ کے ذمہ وار مسلمان ہرگز یہ خواہش نہیں رکھتے کہ وہ عام طور سے ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کریں لیکن ریاستوں کو خود اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی رعایا کا ان واقعات سے متاثر ہونا ضروری ہے۔ جو باقی ہندوستان یا ہندوستان سے باہر دوسرے ممالک میں پیش آ رہے ہیں۔ کیا ہم امید رکھیں۔ کہ اپنی فلاح و بہبودی کا خیال رکھتے ہوئے ریاستیں اپنے نظم و نسق میں کچھ ایسی ترمیم کرینگی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور یکم جنوری۔ ڈاکٹر جگن ناتھ نو گنترا کانگرس ورکنگ جنرل سکرٹری ریاستی ہندو تنظیمی سمیتی کو جو کیسری دل کے ۲۶ دسمبر والے جلوس میں خاص حصہ لے رہا تھا۔ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ گرفتاری انارکلی میں نور محمد کے قتل کے سلسلہ میں کی گئی ہے۔

عدم ادائے مالیہ کی تحریک کشمیر میں روز بروز بڑھ رہی ہے اور زمینداران تحصیل میرپور نے ادائیگی مالیہ سے صاف انکار کر دیا ہے جب تک کہ ان کے مطالبات پورے نہ کر دئے جائیں۔ تحصیل کوٹلی بھمبر اور دوسرے علاقہ جات صوبہ جموں بھی اس مہم میں

لنڈن یکم جنوری۔ "مانچسٹر گارڈین" کے سابق ایڈیٹر مسٹر چارلس پریسٹوریچ سکاٹ انتقال کر گئے ہیں۔ آپ اخبار مذکور کے ۵۷ سال تک ایڈیٹر رہے۔

طہران۔ سیمبل میسکو سہم جو ایران کی پارلیمنٹ میں یہودیوں کا نمائندہ تھا پانچ سال قید رہنے کے بعد ۳۱ دسمبر کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا اس پر بادشاہ کے خلاف سازش کرنے کا الزام تھا۔

ہلسنگفورس (فن لینڈ) ۳۱ دسمبر۔ یہاں شراب کے استعمال کو بند کرنے کی تحریک کو بہت کامیابی حاصل ہو رہی ہے حال ہی میں اس کے متعلق رائے عامہ طلب کی گئی تھی۔ تو ۶۵ ہزار اشخاص نے شراب کے خلاف اور ۱۳ ہزار نے اس کے حق میں رائے دی۔

منٹگمری ۴ جنوری۔ ریوالوروں سے مسلح چار نوجوانوں نے اتوار کی شام کو برما آئیل کمپنی کے دفتر واقعہ لسلا گوماٹ پر چھاپہ مارا وہ پچھلے دروازہ کے راستہ داخل ہوئے اور جبکہ افسران دن کی فروخت شمار کر رہے تھے۔ تو ان پر ہلہ بول دیا۔ اور ریوالور دکھا کر ۱۲ سو روپیہ لیکر فرار ہو گئے۔ ایک افسر نے ڈاکوؤں کو پکڑنے کی سعی کی۔ اس پر دو دفعہ گولی چلائی گئی جس سے اسے شدید ضربات آئیں۔

سری نگر ۲ جنوری۔ گلینسی کمیشن سے جموں کے ہندو نمائندہ پنڈت لوک ناتھ نے استعفیٰ دیدیا ہے۔

امرتسر یکم جنوری۔ جب سے اکالی ڈسکہ میں جتھے بھیج رہے ہیں۔ پہلی بار پانچواں جتھہ دھرم سالہ میں داخل ہو سکا ہے حکام نے کوئی مداخلت نہیں کی۔

حکومت ہند نے ۴ جنوری کو دہلی سے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں کانگرس ورکنگ کمیٹی کو سارے ہندوستان میں خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے۔ اس لئے کانگرسی قریباً ہر جگہ کمیٹیوں کو توڑ کر گذشتہ سال کی طرح ڈکٹیٹر وغیرہ مقرر کر رہے ہیں۔

بمبئی۔ ۴ جنوری کو تین بجے شب پولیس کمشنر چند دیگر افسروں کے ساتھ گاندھی جی کی قیام گاہ منی بھون میں پہونچے۔ اور انہیں جگا کر گرفتاری کا وارنٹ دکھایا۔ گاندھی جی نے آدھ گھنٹہ کی مہلت مانگی۔ اور تمام ساتھیوں سے مل ملا کر پولیس کمشنر کے ساتھ موٹر میں سوار ہو گئے۔ اور آپ نے اس وقت پیغام دیا۔ کہ قوم کو چاہیئے سوراجیہ حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگیاں بلکہ ہر چیز کے قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اور سچائی و عدم تشدد سے پیچھے نہ ہٹے۔ آپ کو یرودا جیل پہونچا دیا گیا ہے۔ جہاں پہلے آپ قید تھے۔ آپ کی گرفتاری ریگولیشن ۲۵ مجریہ ۱۸۲۷ء کے ماتحت

قریباً اسی وقت جب گاندھی جی کو گرفتار کیا گیا پولیس سردار ولبھ بھائی پٹیل صدر کانگرس کے مکان پر پہونچی اور اسی دفعہ کے ماتحت انہیں بھی گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوا ہے انہیں بھی یرودا جیل پہنچا دیا گیا ہے۔ آپ نے گرفتاری کے بعد بابو راجندر پرشاد کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

۴ جنوری کو وائسرائے ہند نے چار مزید آرڈیننس جاری کئے ہیں۔ جن میں سے ایک تو فرنٹیر آرڈیننس کے مشابہ ہے۔ لیکن اس کا دائرہ اس سے وسیع ہے۔ اسے صوبہ بمبئی اور بنگال میں نافذ کیا گیا ہے۔ اس میں پکٹنگ آرڈیننس بھی شامل ہے۔ دوسرا خلاف قانون ترغیب اور جس کی رو سے پر امن پکٹنگ بھی جرم قرار دیدیا گیا ہے۔ چوتھا آرڈیننس امن عامہ کے لئے مضر جماعتوں کو خلاف قانون قرار دینے کے متعلق ہے۔ یعنی مقامی حکومتیں ایسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے سکتی ہیں۔ پہلے آرڈیننس کے ماتحت افسران ہر اس شخص کو جس کی آزادی کو امن عامہ کے منافی سمجھیں گرفتار کر کے زیر حراست رکھ سکتے ہیں۔ کسی عمارت پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ خاص مقامات میں داخلہ پر پابندیاں اور قیود عائد کر سکتے ہیں۔ اور جس شہر سے مناسب سمجھیں۔ تاوان وغیرہ وصول کر سکتے ہیں۔

کانگرس ورکنگ کمیٹی نے ۴ جنوری کو ایک ریزولیوشن کے ذریعہ ڈاکٹر سید محمود کو سکرٹری شپ اور ممبری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ تا وہ گرفتاری کے خطرہ سے باہر رہ جائیں۔ کیونکہ ان کے خاندانی اور خانگی حالات انہیں گرفتہ رہنے کی اجازت نہیں دیتے۔

پرتاب کے نامہ نگار نے پشاور سے لکھا ہے کہ سرحد کے تمام بزازوں سے سرخ کپڑے اور دوکانداروں سے سرخ رنگ پولیس نے چھین لئے ہیں۔ سرخ پوشوں کے مراکز پر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ سرحدی گاندھی اور اصلی گاندھی کی تصاویر اور جھنڈے وغیرہ چھین کر ضبط کئے جا رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے۔ کہ وائسرائے ایک اور آرڈیننس جاری کرنے والے ہیں۔ جس کی رو سے کانگرسیوں کو تاروں اور ریلوں سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیا جائیگا بلکہ ان فرموں کو بھی جو کانگرس کے اقرار نامہ پر دستخط کریں گی۔ نیز ایک آرڈیننس کے ذریعہ اخبارات پر سنسر بٹھا دیا جائیگا۔ اور تمام خبریں سنسر ہو کر اخبارات کو ملا کریں گی۔

لبرلوں کے ایک وفد نے وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کی تھی۔ تا متشددانہ پالیسی کو روکنے کا مشورہ دے۔ اس پر ایگزیکٹو کونسل میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ سیاسی حالات کی موجودگی میں حکومت اپنا ہاتھ نہیں روک سکتی۔

۳ جنوری کو گاندھی جی نے لارڈ ارون کو ایک بحری تار ارسال کیا جس میں لکھا میں نے صلح کو جاری رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہا ہوں۔ تاہم میں مایوس نہیں ہوں۔

گاندھی جی کی گرفتاری پر ۴ جنوری کی شام کو کلکتہ میں کانگرسیوں نے ایک جلسہ کرنا چاہا۔ لیکن پولیس نے اس کے انعقاد کی ممانعت کر دی۔ اس کی خلاف ورزی کی گئی۔ اس لئے پولیس نے بیس کانگرسی کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ اور لاٹھی چارج کر کے ہجوم کو منتشر کر دیا۔

الہ آباد، مدراس کانپور میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ جس کی رو سے ہڑتال کرنا بھی جرم قرار دیدیا گیا ہے۔

دہلی سے ۴ جنوری کی اطلاع ہے کہ حکومت نے گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں کے ممبروں کا انتخاب کر لیا ہے۔ اور عنقریب اس کے متعلق اعلان ہونے والا ہے۔

چیف کمشنر صوبہ سرحد نے اعلان کیا ہے کہ وہاں قریباً امن و امان ہے۔ فوج مواضعات میں جا کر وصولیاں اور گرفتاریاں کر رہی ہے۔ ہوائی جہازوں کے ذریعے اشتہارات پھینکے گئے ہیں۔ جن میں لوگوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ شورش بپا نہ کریں۔ اور امن و امان سے اپنے کام میں لگے رہیں۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔